معاشرے کی بے پردگی اور عصمت دری پر کوئی نوحہ کناں نہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے ہم خود اسلام کے نظامِ حجاب کو اپنے گھروں میں نافذ کردیں، پھر اپنے کنبہ اور خاندان کو پھر معاشرے کو، اس طرح بتدریج ملک وقوم کو نظامِ مصطفیٰ پر کاربند کردیں، اس کے ساتھ ساتھ مغربی انتہا پسندوں کے حیا سوز اقدامات کے خلاف بھی بھرپور صدائے احتجاج بلند کریں۔ یہی قرآن کریم کا منہج ہے: ﴿یٰایها الذین امنوا قوآ انفسکم واهلیکم نارا﴾ [التحریم ٦] ''**ایمان دارو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتشِ دوزخ سے بچانے کے لیے اقدام کرو**'' پس جس کسی نے اپنے گھربار کو نظرانداز کر دیا اور دوسروں کی برائیوں کو ہوا دینے لگا، وہ یقیناً خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کے لیے بھی ضلالت کا پیشوا بن بیٹھا۔ العیاذ باللہ

دورِ جدید میں میڈیا نے اتنی ترقی کی ہے جس کا ہمیں وہم وگمان بھی نہ تھا۔ آج ہم انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کے کسی بھی کونے میں کسی بھی شخص سے چاہیں، تبادلہ خیال کرسکتے ہیں، ایک دوسرے سے بالمشافہ ملاقات کرسکتے ہیں۔ گویا آج یہ دنیا سمٹ کر گھر کے کونے میں چھوٹے سے شیشے کے اندر بند ہوگئی ہے، جب چاہیں انگلیوں کے اشارے سے دنیا کی سیر کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے اور ساتھ ہی سنگین امتحان بھی۔ لیکن صد افسوس! بہت کم لوگ اس حقیقت تک رسائی حاصل کرسکے ہیں۔ کیونکہ اس دور میں انسان کو بہ سے بہتر چیزوں کا حصول بھی آسان تر ہوتا جارہا ہے اور بدترین چیزوں تک رسائی بھی بائیں ہاتھ کا کھیل بن چکا ہے۔ ان حالات میں جہاں انسان کے لیے تبلیغِ دینِ اسلام، نت نئے علمی حقائق، سائنسی تحقیقات اور طبی تجربات سے آگاہی میں سہولت حاصل ہوئی ہے، وہاں ہر قسم کی اخلاقی گراوٹ، باطل نظریات کی ترویج، جنسی بے راہروی، اخلاقی گراوٹ، جرائم اور دہشت گردی کا ارتکاب کر کے قانونی شکنجوں سے جان بچانے کے گر...... غرض ابلیس کے تمام ہتھکنڈوں تک انسان بآسانی رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ اب انسان کے لیے سنورنا اور بگڑنا دونوں نہایت آسان ہوچکے ہیں۔ شیطان بھی اپنے تمام وسائل کے ساتھ موقع کی تاک میں ہے۔ لھذا اس وقت مسلمانوں کو شرم وحیا کی تلقین کرنا والدین اور علمائے دین کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اللہ نہ کرے اگر مسلم نوجوان سے یہ خوبی چھن جائے تو وہ اسلام کے بجائے کفر کا داعی اور انسانیت کے بجائے فسق وفجور کا رسیا بن کر والدین، اہل خاندان اور معاشرے کے ساتھ ساتھ ملک وقوم کے لیے بھی وبالِ جان اور موجبِ لعنت بن جانے میں ذرا دیر نہیں لگے گی۔ یہ بات مبنی برحقیقت ہے کہ جب انسان بے شرم ہوجاتا ہے تو نہ صرف خود جو کچھ جی میں آئے کر گزرتا ہے، بلکہ شرم وحیا کے اعلیٰ اوصاف سے آراستہ لوگوں کو ''**قدامت پرست**'' اور ''**انتہا پسند**'' جیسی ماڈرن گالیاں دینے کو ''**روشن خیالی**'' اور ''**ترقی پسندی**'' کی اولین شرط سمجھتا ہے۔

# جامعہ دار العلوم بلتستان تاریخ کے آئینے میں

راقم سطور نے مجلة التراث کے پہلے شمارے سے ایک سلسلہ وار مضمون ''جامعہ دار العلوم بلتستان تاریخ کے آئینے میں'' شروع کیا تھا۔ الحمد للہ قارئین کرام نے اسے خوب پذیرائی بخشی۔ بعض مخلص نقادوں کی طرف سے تاریخی، واقعاتی اور جغرافیائی پہلوؤں سے اصلاحات بھی موصول ہوئیں اور بعض کوتاہیوں پر خود راقم مطلع ہوا۔ لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ گزشتہ اقساط کا خلاصہ پیش کیا جائے، تاکہ سرسری نظر میں تحقیقی ذوق رکھنے والا قاری فائدہ اٹھا سکے اور مستقبل کا مؤرخ ضروری نکات ترتیب دینے میں رہنمائی لے سکے۔ لہٰذا شمارہ نمبر ۱۲ تک کی اقساط کا خلاصہ قند مکرر کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

عبد الرحیم روزی

## بلتستان میں تحریک توحید و سنت:

بلتستان' چین و ہندوستان وغیرہ کے اثر سے مختلف خود ساختہ مذاہب کا گہوارہ رہا۔ جن میں مجوسیت (آتش پرستی)، بون مت، بدھ مت، ہندومت اور زرتشتی قابل ذکر ہیں۔ آج یہ علاقہ سو فیصد اسلام سے نسبت پر فخر کناں ہے، اور تعلیم و آگہی دھیرے دھیرے اپنی جڑیں مضبوط کر رہا ہے۔ اس کے باوجود بالخصوص ناخواندہ طبقے میں لاشعوری طور پر ان نابود شدہ مذاہب کے بہت سے اثرات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً 21 دسمبر، 21 مارچ وغیرہ پر چراغاں کرنا اور جشن منانا وغیرہ۔

بلتستان میں اسلامی تحریک کا آغاز امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ بمطابق ۱۳۸۴ء) سے ہوا۔ علوم نبویہ میں آپؒ کا سلسلہ سند آٹھ واسطوں سے امام بخاری رحمة اللہ علیہ تک اور نو واسطوں سے امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمة اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ [تشریح الفرائض: ٦٩]

۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۳ء میں علمبردار دعوتِ توحید محمد حسین دبستانی عرف ملا پشاوری رحمہ اللہ دعوت توحید و سنت لے کر آئے۔ آپؒ سے سادات میر، راجگان کیریس، یبگو و عماچہ راجگان خپلو و شگر، ملک الشعراء اخوند سلطان علی، مجدد تحریکِ سلفیت عبد الرحیم بن عبد العزیز رحمہ اللہ سمیت خلق کثیر نے کسب فیض کیا۔

مؤخر الذکر ہستی نے حافظ عبد المنان وزیر آبادیؒ محدث پنجاب سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں دسترس حاصل کر کے سنہ ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۸۸۷ء میں سند اجازت حاصل کر کے غواڑی بلتستان مراجعت فرمائی۔ [تذکرہ علمائے بلتستان: ٦٧]

مولانا عبد الرحیم رحمہ اللہ کو نمبردارِ غواڑی مسمیٰ ناس وغیرہ نے اختلافِ مکاتبِ فکر کی بنیاد پر مختلف جھوٹے مقدمات میں الجھائے رکھا، جس کی وجہ سے کوئی تعلیمی ادارہ کھولنے کی فرصت ہی نہ ملی۔ اور آپ نے ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں وفات

پائی۔[ تذکرہ علماء وصوفیائے بلتستان ]

مولانا محمد موسیٰؒ بن محمد علی بن عبدالعزیز' شیخ الکل سید نذیر حسین دہلویؒ سے فنونِ اسلامیہ میں گل چینی کر کے ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۱ء میں سند اجازت حاصل کر کے آبائی گاؤں غواڑی واپس تشریف لائے اور اولین فرصت میں ایک تعلیمی ادارہ بنام ''**دارالحدیث غواڑی**'' کی داغ بیل ڈالی۔ یہ ادارہ بعد کے ادوار میں کبھی پھلا پھولا' تو کبھی سکڑ گیا، لیکن فضا سازگار ہوتے ہی اس کے برگ و بار چار سو پھیل گئے۔ جو آج ''**جامعہ دارالعلوم بلتستان**'' کے نام نامی سے پہچانا جاتا ہے۔ سال ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۳۸ء میں مناظر اسلام سید ابوالحسن کیریسیؒ نے **انجمن اسلامیہ بلتستان** کی بنیاد رکھی۔ موصوف اس تنظیم کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ مولانا محمد موسیٰؒ نے بسبب پیرانہ سالی ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۹ء میں مدرسہ کا نظم ونسق اپنے عم زاد اور مایہ ناز شاگرد حافظ کریم بخشؒ بن محمد جان بن عبدالعزیز کے حوالہ کیا، اور خود بحیثیت سرپرست اعلیٰ ومدرس پڑھاتے رہے۔ مدرسہ ہذا میں بلتستان کے اطراف واکناف سے طلباء آتے تھے۔ مولانا محمد موسیٰؒ کو ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۵ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامِ اجل آپہنچا۔

مولانا حافظ کریم بخشؒ کے عہد مسعود میں الحاج عبدالرحمٰن مکیؒ کو متحدہ ہندوستان کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا، آپ مولانا ابوسعید محمد شرف الدینؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا محمد طیبؒ ناظم دارالعلوم دیوبند، شیخ الأدب اعزاز علیؒ اور دیگر مشاہیر علماءؒ سے تزکیات وسفارشات لے کر واپس آئے۔ حافظ کریم بخشؒ کے دور میں سنہ ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۵ء کو''**انجمن اسلامیہ بلتستان**'' نے''**دارالحدیث غواڑی**'' کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ یہیں سے''دارالحدیث'' ایک پرائیویٹ ادارے کے خول سے نکل کر جماعتی شکل اختیار کر گیا، اور اس کا نام''**دارالعلوم اسلامیہ بلتستان**'' رکھا گیا۔

سال ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کا عظیم واقعہ پیش آیا اور پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست بن گیا، تو دہلی سے انجمن اسلامیہ بلتستان کا رابطہ ناممکن ہوا۔ جہاں سے اس تعلیمی ادارے کیلئے تعاون آتا تھا۔ اس انقطاع کا نتیجہ یہ نکلا کہ'' دارالعلوم اسلامیہ'' کا چلانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہو گیا، تو عبقریِ دوراں حاجی خلیل الرحمٰنؒ اور مولانا محمد کثیرؒ سنہ ۱۹۵۵ء میں دارالعلوم کے اولین سفراء کی حیثیت سے راولپنڈی تا کراچی کی خاک چھان کر ناظم جمیعت اہل حدیث پاکستان مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، مفتی محمد شفیعؒ، حافظ محمد گوندلویؒ، مولانا عبدالستار شاہ ملتانیؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، اور مولانا محمد یوسف کلکتویؒ وغیرہم سے نہ صرف سفارشات لے کر پنجاب وکراچی سے کافی چندہ بھی جمع کر کے لائے۔ پھر اسی سال احناف برادری نے علیحدگی اختیار کی۔ استاد عبدالباقی خان (متعنا اللہ بطول حیاتہ) کے افادات کے مطابق ۵۷۔۱۹۵۶ء میں

انجمن اسلامیہ بلتستان پر ایسا مالی بحران آیا کہ وہ دارالعلوم کے انتظام وانصرام سے سبکدوش ہوگئی، اس پریشان کن معاملے سے نمٹنے کیلئے اکابرین جماعت نے دارالعلوم کی کفالت ونگرانی ''جماعت اہل حدیث بلتستان'' کے سپرد کی اور علامتی طور پر اس کے نام کو مختصر کر کے ''**دارالعلوم بلتستان**'' رکھا۔

حافظ کریم بخشؒ نے بخیر وخوبی دارالعلوم کا نظام چلایا، پھر وفات سے ایک ماہ پیشتر اپنے مایہ ناز شاگرد حاجی خلیل الرحمٰنؒ کو بلغار سے بلا کر اپنا جانشین بنالیا، اور یکم ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۱ مئی ۱۹۵۸ء کو رحلت فرما گئے۔

مفتی عبدالقادر بن ابراہیم یوگویؒ فاضل اورینٹیل کالج فتحپور (دہلی) ۱۹۵۸ء میں دارالعلوم تشریف لائے، آپ نے بیک وقت شیخ الحدیث، صدر انجمن اسلامیہ بلتستان اور مفتی اعظم کی ذمہ داریاں نبھائیں، آپ کا دور قضاء مثالی تھا۔

۱۹۷۱ء بمطابق ۱۳۹۱ھ میں مولانا عبدالرحمٰن خلیقؒ مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر پہنچے اور مدیر تعلیم کی حیثیت سے قابل قدر خدمات پیش کرنے لگے۔ ۱۳۹۴ھ بمطابق ۱۹۷۴ء کو مولانا خلیقؒ اور مولانا عبدالوھاب حنیفؒ دونوں مشائخ ادارۃ البحوث العلمیۃ ریاض کی طرف سے یہاں تعینات ہوئے۔ اُس وقت اول الذکر بطور نائب ناظم اعلیٰ اور ثانی الذکر بطور مدیر تعلیم اپنے فرائض سرانجام دینے لگے۔ اس دور کو دارالعلوم کی ''**نشاۃ ثانیہ**'' قرار دیا گیا ہے۔

حاجی خلیل الرحمٰنؒ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں بہت ناتواں ہو چکے تھے اور تمام انتظامی امور شیخ خلیقؒ ہی نمٹاتے تھے۔ اپنے دور کا عظیم مفکر حاجی خلیل الرحمٰنؒ ۶ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ بمطابق ۶ ۱۹۷ء کو رحلت فرما گئے۔

۱۹۷۷ء میں شیخ خلیقؒ وحنیفؒ کی کوششوں سے خلیجی ممالک سے رابطہ ہوا، اور سوائے ایک آدھ مدارس کے باقی تمام مدارسِ بلتستان' دارالعلوم کے تابع ہو گئے۔ اور اکابرین جماعت نے اس کا نام ''**مرکزی دارالعلوم بلتستان**'' رکھ دیا۔ ۱۹۷۰ء کے عشرے میں ادارہِ معارفِ اسلامی لاہور کے ڈائریکٹر جناب خلیل احمد حامدیؒ اور مکتب الدعوۃ اسلام آباد کے مدیر الشیخ عبدالعزیز آل عتیق و دیگر اکابر نے دارالعلوم کی زیارت فرمائی۔ جبکہ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ، مولانا عطاء اللہ حنیفؒ اور علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے اس ادارے کیلئے سفارشی کلمات لکھے۔ ۱۹۷۸ء میں الشیخ عاصم عبداللہ القریوتی حفظہ اللہ کی تقرری ہوئی۔

مولانا عبدالقادرؒ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۸۳ء کو رحلت فرما گئے۔ اور شیخ الحدیث کی مسند الشیخ عبدالرشید ندویؒ نے سنبھال لی۔ جبکہ جماعت اہل حدیث بلتستان کی امارت مولانا عبدالرحمٰن عبداللہ حنیف کے سپرد ہوئی۔ آپ مولانا عبدالقادرؒ کے دور میں نائب امیر تھے۔ مولانا حنیف اسی منصب جلیلہ پر تا امروز فائز ہیں۔ جبکہ قضاء وافتاء کی ذمہ داری فاضل دہلی الشیخ ابوسعید احمد سعیدؒ پر ڈالی گئی۔ پھر یہ بوجھ چند سال مدیر المالیہ ابوعبدالکریم **الشیخ ثناء اللہ سالک** حفظہ اللہ کے کندھے پر ڈال دیا گیا۔

۱۱ مئی ۱۹۸۰ء بمطابق جمادی الثانیہ ۱۴۰۰ھ میں مرکز اسلامی سکردو وجود میں آیا اور سب سے پہلے الشیخ عبدالعزیز آل عتیق نے جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ اسلامک سینٹر غنیمت ثابت ہوا۔ الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

۶ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۵ جنوری ۱۹۸۹ء کو جماعتی آبادی کے تناسب سے بلتستان کے مختلف علاقوں سے نمائندے لے کر ۳۶ رکنی اسمبلی تشکیل دی گئی۔ اس مجلس کے انتخاب میں مولانا خلیقؒ ناظم، مولانا عبدالواحد نائب ناظم، مولانا عبدالوھابؒ رئیس مجلس عمل، مولانا آزاد نائب رئیس، مولانا صدیقی مدیر تعلیم، مولانا محمد ابراہیم خان نائب مدیر تعلیم، مولانا عبدالرحمن حنیف امیر مجلس شوریٰ (امیر جمعیت اہل حدیث بلتستان) اور مولانا ثناء اللہ سالک مدیر المالیہ منتخب کیے گئے۔

انتخاب سے قبل جماعت کا دستوری خاکہ مولوی عبدالکریم سودے بلغاری کی چیئرمینی میں تدوین ہوا۔ اس آئین میں جماعت کا نام "**جمعیت اہل حدیث بلتستان**" رکھا گیا۔ اگست ۱۹۸۵ء میں وفاق المدارس السلفیۃ پاکستان بورڈ کے تحت پہلی بار دارالعلوم میں المرحلۃ العالمیۃ کا امتحان ہوا جس کا سلسلہ جاری ہے۔ وللہ الحمد

**۱۹ ستمبر ۱۹۹۱ء** کو مرکزی دارالعلوم کا مایہ ناز ناظم الشیخ عبدالرحمن خلیقؒ پنڈی میں رحلت فرما گئے۔ ۱۱ اکتوبر کو مجلس شوریٰ کے اجلاس میں الشیخ عبدالواحد عبداللہ ناظم اعلیٰ اور الشیخ محمد حسن اثریؒ نائب ناظم چنے گئے۔

۱۹۸۰ء کے عشرے میں اہم مہمانان گرامی تشریف لائے، ان میں سے رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل عبداللہ عمر النصیف، مدینہ یونیورسٹی کے پروفیسر عبدالکریم مراد، بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب عبدالقادر آزادؒ، جسٹس (ر) افضل چیمہ، ریڈیو پاکستان اسلام آباد کے نمائندے سلیم گیلانی، پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی اور ڈاکٹر مصلح الدینؒ شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مدرسۃ البنات کی تعمیر کے لئے مبلغ ۴۰ ہزار روپے کی گرانٹ عطا فرمائی۔

۱۰ جنوری ۱۹۹۲ء کو مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اس ادارے کا نام "**مرکزی دارالعلوم**" سے بدل کر "**جامعہ دارالعلوم بلتستان**" رکھا گیا۔ نظام میں ہر سمت بہتری کی تلاش جاری رہے گی اور ادارہ پائندہ و تابندہ رہے گا۔ ان شاء اللہ

**۲۲ ستمبر ۱۹۹۲ء** کو قسم البنین میں شعبہ تحفیظ القرآن کا اجراء کیا گیا اور لوگوں کے پیہم اصرار پر قسم البنات میں بھی تحفیظ القرآن کا مبارک سلسلہ شروع کیا گیا اور الحمد للہ توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ تعلیمی سال ۲۵-۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۴ء تک قسم البنات سے ۳۵ حافظات فارغ ہو چکی ہیں۔ اس وقت اس میں ۶ معلمات خدمات پیش کر رہی ہیں۔

۱۹۹۰ کے عشرے میں بھی اندرون و بیرون ملک سے بہی خواہوں کی ایک کثیر تعداد نے ادارہ کی زیارت فرمائی۔ جن میں مؤسسۃ الحرمین الخیریہ کے چیف آرگنائزر الشیخ عقیل بن عبدالعزیز، محدث العجم سید بدیع الدین شاہ راشدی، ممبر آزاد

کشمیر اسمبلی سردار عتیق احمد خان، پروفیسر سینیٹر ساجد میر، میاں فضل حق، پروفیسر حافظ محمد سعید، حافظ عبدالغفار اعوان، قومی اسمبلی کے اسپیکر سید فخر امام، شاہد خاقان عباسی، کویتی سفیر جناب صلاح العثمان، مولانا عبدالسلام بھٹوی، تحریک المجاہدین جموں وکشمیر کے قائد عبداللہ غزالی، اردو ڈائجسٹ کے مدیر الطاف حسن قریشی، وزیر امور کشمیر وشمالی علاقہ جات جنرل (ر) عبدالمجید ملک، معروف صحافی مولانا امیر حمزہ اور مولانا محمود احمد غضنفر قابل ذکر ہیں۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو ''**جمعیت اہل حدیث بلتستان**'' کی مجلس شوریٰ نے انتظامی طور پر ''**مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان**'' میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء کو جمعیت اہل حدیث بلتستان کے انتظامی عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا اور درج ذیل حضرات پانچ برسوں کے لیے منتخب ہوئے:

الشیخ عبدالواحد عبداللہ: (ناظم اعلیٰ) الشیخ محمد حسن اثریؒ: (نائب ناظم) الشیخ عبدالوہاب محمد جانؒ: (رئیس مجلس عمل) الشیخ محمد ابراہیم محمد علی خطیب جامع مسجد یوگو: (نائب رئیس) الشیخ عبدالرحمٰن حنیف: (امیر جمعیت) الشیخ محمد ابراہیم خان: (نائب امیر) الشیخ عبدالرشید صدیقی: (مدیر تعلیم) الشیخ ثناءاللہ عبدالرحیم: (نائب مدیر) الشیخ ثناءاللہ سالک: (مدیر المالیہ) الشیخ بلال احمد: (چیئرمین شرعی بورڈ)

۱۹۹۷ء میں بعض اہل خیر کے تعاون سے منجر غواڑی میں کلیۃ الحدیث الشریف والدراسات الاسلامیۃ کی دو منزلہ عمارت تیار ہوئی۔

مارچ ۱۹۹۷ء میں غواڑی میں الاثر پبلک سکول قائم ہوا۔ مارچ ۱۹۹۸ء میں اس کی شاخ یوگو میں قائم کی گئی۔

**یکم اپریل ۱۹۹۸ء کو التراث** کا پہلا شمارہ بڑے آب وتاب کے ساتھ منظر عام پر آیا۔

۳ جون ۲۰۰۰ء کو مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ جامعہ کی سالانہ تعطیلات موسم گرما کے بجائے سرما میں ہوں گی۔

۲۴ جون ۲۰۰۰ء کو مدینہ یونیورسٹی کے زیر اہتمام ۱۵ روزہ تربیتی وثقافتی ورکشاپ منعقد ہوا۔

**۱۹ اگست ۲۰۰۰ء کو جامعہ دار العلوم بلتستان کے طلباء کلیۃ الحدیث الشریف بمقام منجر منتقل کیے گئے۔**

۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء کو ندوۃ العلماء لکھنؤ کے چشم وچراغ، شیخ الحدیث عبدالرشید ندوی رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال پیش آیا۔

۱۳ اگست ۲۰۰۲ء کو رئیس مجلس العمل الشیخ عبدالوہاب حنیفؒ ریاض میں ٹریفک حادثے میں رحلت فرما گئے۔

۱۸ اگست کو مجلس شوریٰ کے تعزیتی اجلاس میں الشیخ عبدالرشید صدیقی کو رئیس مجلس العمل، الشیخ ثناءاللہ عبدالرحیم کو مدیر تعلیم اور عبدالرحیم روزی کو نائب مدیر تعلیم منتخب کیا گیا۔ ۱۴ مئی ۲۰۰۳ء کو جامع مسجد کلیۃ الحدیث منجر میں سہ روزہ دعوتی وتربیتی سیمینار منعقد ہوا، جس میں ۲۰ جید علمائے کرام نے اہم مقالات پیش کیے۔

تعلیمی سال 2002ء میں قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی شمالی علاقہ جات کے نہم آرٹس گروپ کے سالانہ امتحان میں جامعہ دارالعلوم کے ہونہار طلباء **حافظ زاہد حسین** اور **عبداللہ عبدالرحیم** نے اوّل اور **فداء اللہ عبدالکریم** نے سوم پوزیشن حاصل کی۔

۱۰ جولائی کو یونیورسٹی نے اپنی سالانہ تقریب منعقدہ گلگت میں ان طلباء اور جامعہ دارالعلوم کو **''امتیازی ایوارڈ''** پیش کیا۔

۵ اگست کو نائب مدیر عام الشیخ محمد حسن اثریؒ ۷۲ برس کی عمر میں رحلت فرما گئے۔آپؒ دارالعلوم کے سب سے پرانے خادم تھے۔۵ ستمبر کو مجلس شوریٰ نے الشیخ محمد ابراہیم خان کو نائب مدیر عام اور مولانا محمد ابراہیم خطیب جامع مسجد یوگو کو نائب امیر مقرر کیا۔

### دارالحدیث سے جامعہ دارالعلوم بلتستان تک (نظامت اعلیٰ):

| نمبر شمار | نام ادارہ | از | تا | ناظم اعلیٰ |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | دارالحدیث غواڑی | ۱۳۱۸ھ=۱۹۰۱ء | ۱۹۴۵ء | الشیخ محمد موسیٰؒ بن محمد علی |
| 2 | دارالعلوم اسلامیہ بلتستان | ۱۹۴۵ء | ۱۹۵۶ء | الحافظ کریم بخشؒ بن محمد جان |
| 3 | دارالعلوم بلتستان | ۱۹۵۶ء | ۱۹۷۷ء | الحاج خلیل الرحمٰنؒ |
| 4 | مرکزی دارالعلوم بلتستان | ۱۹۷۷ء | ۱۹۹۲ء | مولانا عبدالرحمٰن خلیقؒ |
| 5 | جامعہ دارالعلوم بلتستان | ۱۹۹۲ء | تا حال | مولانا عبدالواحد عبداللہ |

### ادارہ تعلیمات:

۱۔الشیخ محمد موسیٰؒ: (۱۹۰۱.....۱۹۴۵) ۲۔الحافظ کریم بخشؒ: (۱۹۴۵.....۱۹۵۸) ۳۔الحاج خلیل الرحمٰنؒ: (۱۹۵۸.....۱۹۷۱) ۴۔الشیخ عبدالرحمٰن خلیقؒ: (۱۹۷۱.....۱۹۷۲) ۵۔الشیخ عبدالوہاب حنیفؒ: (۱۹۷۴.....۱۹۸۹) ۶۔الشیخ عبدالرشید صدیقی: (۱۹۸۹.....۲۰۰۲) ۷۔الشیخ ثناءاللہ عبدالرحیم: (۲۰۰۲ تا حال)

### امارت انجمن اسلامیہ بلتستان:

۱۔السید ابوالحسن کیریئؒ: (۱۹۳۸۔۱۹۳۹) ۲۔الشیخ عبدالملک بلغاریؒ: (۱۹۴۰۔۱۹۴۱) ۳۔المفتی عبدالقادر ابراہیمؒ: (۱۹۴۲۔۱۹۴۳) ۴۔مولوی محمد کثیر خپلویؒ: (۱۹۴۴۔۱۹۴۸) ۵۔مولانا عبدالمنان کیریئؒ: (۱۹۴۹۔۱۹۵۳) ۶۔الحافظ کریم بخشؒ: (۱۹۵۳۔۱۹۵۸) ۷۔المفتی عبدالقادرؒ ابراہیم: (۱۹۵۸۔۱۹۸۳)

**امارت جمعیت اہل حدیث بلتستان:** ۸۔الشیخ عبدالرحمٰن حنیف: (۱۹۸۳۔تا حال)